اظہر گیلانی

حیدرِ کرّار

سید اظہر حسین گیلانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علی علیہ السلام کے مناقب پر ایک تاریخی کتاب

تیغ ادب

۱۴۱۷ھ

-- المعروف --

حیدرِ کرّار

سید اظہر حسین گیلانی

کتاب حیدرِ کرار

مصنف سید اظہر حسین گیلانی

اشاعت 25جون2000ء

تزئین راشد علی

مطبع

ملنے کے پتے

۱۔ سید محمدؐ امین علی شاہ نقوی باب الھدیٰ فیض آباد فیصل آباد

۲۔ سید دلبر حسین شاہ گیلانی مکان نمبر ۱۶۰ اے بلاک پنوں چوک غلام محمد آباد فیصل آباد فون۔ ۶۸۰۷۲۸

۳۔ سید کاشف عمران ۶۲ فرسٹ فلور فرسٹ گیلری ریکس سٹی پلازہ ستیانہ روڈ فیصل آباد

اگر نگاہ کرے آفتاب پر کیا ہو

علی نگاہ سے ذرّے کو آفتاب کرے

(اظہر)

حرفِ آخر

میں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ سید اظہر حسین گیلانی کو میں آپ سے زیادہ جانتا ہوں ۔ مجھے معلوم ہے کہ شہرِ مینار کا یہ ہونہار منقبت نگار صرف ایک شاعر ہی نہیں بلکہ عابدِ شب بیدار بھی ہے۔ اگر شعری آمد کا تعلق روحانی ریاضت سے جوڑ دیا جائے تو اظہر کے ہاں ملنے والے غیر معمولی اشعار کا ایک خوبصورت اور قدرے مختلف جواز سامنے آتا ہے ۔ آستانہ عالیہ باب الھدیٰ کا فیض یافتہ یہ نوجوان اپنے سینے میں حُبِ علی کا ایک سمندر لئے ہوئے ہے ۔

فیصل آباد کو شہرِ نعت کہا جاتا ہے مذہبی اصناف کے حوالے سے اِس شہر سے تعلق رکھنے والے شعراء کی خدمات غیر معمولی ہیں۔ یہاں کسی دور میں بھی منقبت کہنے والوں کی کمی نہیں رہی لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پچھلے ایک ڈیڑھ عشرے سے منقبت کے حوالے سے کوئی ایسا غیر معمولی شاعر سامنے نہیں آیا جسے صائم چشتی اور سید امین علی شاہ نقوی کی قائم کردہ حسینی روایات کا وارث قرار

دیا جا سکے۔،، حیدر کرار،، کے مسودے کا مطالعہ کرنے کے بعد میں یہ بات بلا خوفِ تردید کہہ سکتا ہوں کہ اگر روحانی مصروفیات نے اظہر کو مشق کا وقت دیا تو بہت جلد اس کا شمار غیر معمولی شاعروں میں ہو گا۔ اس سلسلے میں یہ حقیقت بھی اظہر کے پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ نعت و منقبت کی مشق بھی ایک روحانی مصروفیت ہے اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ نعت و منقبت کہنے والے شعراء کی ابتدائی مشق غزل ہی میں ہوتی ہے لیکن اظہر کے ہاں کسی اور صنف کا کوئی تصور ہی نہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی منقبت صد فی صد منقبت ہے اور وہ اول و آخر ایک منقبت نگار ۔ جبکہ نقصان یہ ہے کہ اس کے ہاں تغزل کی کچھ کمی واقع ہو گئی ہے جو بہر حال نعت و منقبت میں تاثیر کے لئے ایک لازمی جزو ہے۔ لیکن یہ کوئی ایسی کمی نہیں جسے ایک جینوئن شاعر پورا نہ کر سکے۔

مجھے یقین ہے کہ اظہر مولائے کائنات حضرت علی سے اس سے کہیں زیادہ اور سچی محبت کرتا ہے جتنی ہمارے ہاں کے غزل گوؤں کو اپنے معشوقوں سے ہوتی ہے ۔ سید اظہر حسین گیلانی اکیسویں صدی کے دروازے پر دستک دیتی ہوئی تیسری دنیا کے ترقی پذیر

ملک پاکستان کا شاعر ہے یہ دور عقیدتوں کی موت کا دور ہے۔ لوگوں کی محبتوں کے مراکز تبدیل ہوتے جا رہے ہیں دنیا میں بتدریج مادے کی حکومت قائم ہو رہی ہے آج کل عشق بھی مادی فائدے دیکھ کر کیا جاتا ہے ۔ اسی پس منظر میں اظہر یہ شکوہ کرتا ہے کہ وہ لوگ جنہیں خالقِ لوح و قلم نے ہنر دیا ہے اُسکا درست استعمال نہیں کر رہے ۔ آج کا شاعر اگر خوبئی قسمت سے پامال مضامین کی گرفت سے آزاد ہو بھی جائے تو اسے بے مہار جدیدیت لے ڈُوبتی ہے اور وہ خارج المرکز ہو کر ارتداد کا شکار ہو جاتا ہے ۔ علمائے دین بھی معاشرے کا ایک ذمہ دار طبقہ ہیں۔ ہماری بد نصیبی یہ ہے کہ آج کا عالمِ دین ' مولوی بن چکا ہے اور قوم کو فرقہ وارانہ فسانہ میں الجھا کر خانہ جنگی تک لے آیا ہے اظہر کو ان دونوں سے شکایت ہے۔ وہ شعراء سے مخاطب ہو کر ' قدرے ناراضی کے تاثرات لئے ہوئے انہیں وہ راستہ دکھاتا ہے جس پر وہ انہیں چلانا چاہتا ہے۔

کیوں علی کی ثناء نہیں کرتے ؟

دوستو ! کیا زبان بندی ہے ؟

اور مولوی نما عالمِ دین سے 'اپنے عقائد سے دستبردار ہوئے بغیر یوں پیچھا چھڑاتا ہے۔

ہم سے اُلجھو نہ مولوی صاحب
ہم ہیں روزِ ازل سے مولائی

اظہر گیلانی کا ذخیرہ الفاظ بہت حد تک روایتی ہے۔ ایک بات جو اُس کے روشن مستقبل کا پتہ دیتی ہے یہ ہے کہ سید امین علی شاہ نقوی جیسے بڑے منقبت نگار کے زیرِ سایہ تربیت پانے کے باوجود اظہر کی منقبت پر شاہ صاحب قبلہ کے اسلوب کے اثرات بہت معمولی ہیں۔ اظہر کا رنگ اُس کا اپنا رنگ ہے اُس کے اشعار میں ہمیں سہلِ ممتنع کے عمدہ نمونے ملتے ہیں سخن فہم جانتے ہیں کہ ایسے آسان اشعار کہنے کے لئے کتنی ریاضت درکار ہوتی ہے

جن کو حیدر کا احترام نہیں
ان سے میری دعا سلام نہیں

جو علی کا مکان ہے پیارے
سب کا دارالامان ہے پیارے
علی کی ابتدا حیران کن ہے
علی کی انتہا کیا پوچھتے ہو
مرتضٰی بادشہ سلامت ہیں
ساری خلقِ خدا رعایا ہے

اظہر صرف سہلِ ممتنع کا ہی نہیں بلکہ سنگلاخ زمینوں اور نادر قوافی کا بھی شاعر ہے اور یہی اُس کی منقبت نگاری کا وہ حصہ ہے جہاں ہمیں سید امین علی شاہ نقوی کے اثرات نمایاں محسوس ہوتے ہیں۔ اظہر اپنے پیرومرشد کی طرح ہر رنگ میں مولائے کائنات کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے نت نئی زمینیں اور کمیاب قوافی استعمال کرتا ہے۔

ہم نشیں میں ابوترابی ہوں
غم نہیں میں ابوترابی ہوں

اردو
نئے

ہے عبادت علی علی کرنا
چھوڑیئے مت علی علی کرنا
خدا کا فیصلہ من کنت مولیٰ
حدیثِ مصطفیٰ من کنت مولیٰ
جو کوئی بھی خدا رسیدہ ہے
بابِ حیدر پہ سر خمیدہ ہے
اوڑھ کر احترام کا جامہ
خم علی کے حضور ہے خامہ
عشقِ حیدر میں سر بلندی ہے
ہر دو عالم میں ارجمندی ہے
ہے علی کی ولا ملنگوں میں
شمعِ عرفان کے پتنگوں میں
خوش دلی سے علی علی کہنا
عشق والوں کے پیار کا گہنا

اردو زبان میں منقبت کا ذخیرہ ہزاروں اشعار کو محیط ہے ایسے میں کسی نئے مضمون کو نظم کرنا، کوئی نیا شعر کہنا ناممکن نہیں تو بہت مشکل

ضرور ہے اظہر یہ مشکل کام بخیر وخوبی انجام دیتا ہے اس کے بعض اشعار پڑھ کر قاری کو خوشگوار حیرت ہوتی ہے۔ بعض اوقات وہ ایسے خیال کو نظم کرتا ہے کہ دکن اور لکھنئو کے منقبت نگاروں سے آج تک، کسی شاعر کے ہاں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔ گاہے گاہے وہ صرف اسلوب کی تازگی اور منفرد الفاظ کے استعمال سے پرانی بات کو اتنی خوبصورتی سے جدید رنگ دیتا ہے کہ دل جھوم جھوم جاتا ہے۔

حل علی مشکلات کرتے ہیں
یہ شنیدہ نہیں ہے دیدہ ہے
گفتگو کیا علی نے فرمائی
دم بخود ہے جہانِ گویائی
"با ادب' با ملاحظہ' ہشیار
شاہِ دُلدُل سوار آتے ہیں
آج اظہؔر رجب کی تیرہ ہے
رونقِ ہر دیار آتے ہیں
نفسِ مرحب نما پہ اظہؔر نے
یا علی کہہ کے وار کرنا ہے

ایسے ہی خوبصورت اشعار کہتے ہوئے کچھ ایسی انمول ساعتیں اظہر کو نصیب ہوتی ہیں کہ ایک عالمِ بے خودی اسکے دل و دماغ پر چھاجاتا ہے اور ان مست الست لمحات میں وہ ایک ایسی محفل کا نظارہ کرتا ہے جہاں

حُبِّ حیدر میں ڈھول کی لے پر
ہر قلندر دھمال میں گم ہے

اظہر کے ہاں ایسے اشعار بھی موجود ہیں جن کی کل کائنات الفاظ ہیں۔ اِن اشعار کو دیکھئے اِن میں مضمون سوچ کر اس کے مطابق الفاظ تلاش نہیں کئے گئے بلکہ الفاظ کے ماہرانہ استعمال سے ایک مضمون پیدا کیا گیا ہے۔

کرم ہے علی کا وگرنہ یہ اظہؔر
نہ پائی ' نہ رتی ' نہ تولہ ' نہ ماشہ
تری یاد میں گم رہوں میں ہمیشہ
ترے دم سے ہر دم مرے دم میں دم ہو

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اظہر گیلانی ایک روایت پسند شاعر ہے اس سے گفتگو کے دوران یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ غزل نہ کہنے کے باوجود اِس صنف میں وسیع مطالعہ رکھتا ہے اسی طرح اردو زبان کے ارتقاء پراُس کی گہری نظر ہے اردو زبان کی ابتدائی صورت ' دورِ جدید کے بہت سے معروف شعراء کی طرح اسے بھی محبوب ہے۔ اور وہ کبھی کبھی حصولِ لذت کے لئے کھڑی بولی کے الفاظ قوافی میں استعمال کرتا ہے جو منقبت میں عجیب بہار دکھاتے ہیں۔

سرکارِ مرتضٰی کی ادائیں ہیں پیاریاں
عادات کملی والے سے ملتی ہیں ساریاں
دیکھا اگر کسی نے تو قربان ہو گیا
کیا دل نشیں ادائیں ہیں مولیٰ تمہاریاں
ذکرِ حیدر کی مستیاں دیکھو
رحمتیں ربّ کی سستیاں دیکھو
فاقے اظہر علی کے یاد کرو
جب کبھی تنگدستیاں دیکھو

ہر صحیح العقیدہ مسلمان کی طرح اظہر کا ایمان ہے کہ حُبِ علی کے بغیر ایمان اور اسلام کچھ بھی نہیں اسی طرح دشمنِ صحابہ کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں وہ خارجیت اور رافضیت سے بیزار ہے۔

دُشمنانِ علی کو اے زاہد
بندگی کا صلہ نہیں ملتا
صحابہ سے کیوں ہیں گریزاں وہ اظہر
جنہیں ہے علی کی محبت کا دعویٰ
حُبِ علی نجات کا رستہ ہے دوستو!
اِس کے بغیر کیا ہیں عبادت گزاریاں

اظہر اتحاد بین المسلمین کا داعی ہے وہ چاہتا ہے کہ پوری امتِ مسلمہ عشقِ اہلِ بیت اور حُبِ صحابہ کرام کی بنیاد پر یکجا ہو جائے فرقہ بندی اور فقہی اختلافات کے باعث خونریزی کا سلسلہ بند ہو عامۃ المسلین تک یہ پیغام وہ اِن خوبصورت الفاظ میں پہنچاتا ہے۔

چند روزہ زندگی ہے دوستو!
آؤ مل کر پیار کی باتیں کریں
شیعہ سنی کر کے اظہر اتحاد
پانچ کی اور چار کی باتیں کریں

اپنے مسلک کے متعلق اُس کا فیصلہ دوٹوک ہے شیعہ، سنی حدود میں پابند ہونا اسکی طبع آزاد پر گراں گزرتا ہے اُس کا عقیدہ صرف حُبِّ علی ہے۔

میرے مذہب کا پوچھنے والو
حُبِّ حیدر مرا عقیدہ ہے

آخر میں تمام شعری لوازمات سے مزین، سید الشہدا حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی منقبت میں سے تین منتخب اشعار نذرِ قارئین ہیں کہ میری نظر میں یہ اشعار اپنے ذخیرہ الفاظ، اسلوب، تصویر کاری، تلمیح اور استعاراتی حسن کے پیشِ نظر بہت اعتماد کے ساتھ اردو کی کسی بھی دوسری شعری صنف کے شہکار کے مقابلے میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔

خوشبوئے فاطمہ ہے گلِ بوتراب ہے
شبیر یادگارِ رسالت مآب ہے
میدان کارزار میں تنہا نہیں حسین
احمد ہے ساتھ ساتھ علی ہمرکاب ہے
پیاسوں کے پاس پہنچا نہ ساحل کو توڑ کر
شرمندگی سے آبِ فرات آب آب ہے

محمد مسعود اختر

۱۰ جنوری ۱۹۹۹ء

انتساب

قبلہ سید محمد امین علی نقوی

کے نام

قُل ھُوَ اللہُ اَحَد

مدحتِ ربِّ صمد
قل ھو اللہ احد

اوّل و آخر ہے وہ
باطن و ظاہر ہے وہ

اُس کا بیٹا ہے نہ جد
قل ھو اللہ احد

اُس نے بھیجے مرسلین
اُس پہ سب کو ہے یقین

پڑھ رہے ہیں نیک و بد
قل ھو اللہ احد

ہر کہیں موجود ہے
خالق و معبود ہے

سب کی بخشش کی سند
قل ھو اللہ احد

وہ ہے اظہر لازوال
بے نظیر و بے مثال

کب ہے کوئی اس کی حد
قل ھو اللہ احد

دُعا

غم کے ماروں کی خیر ہو مولیٰ
بے سہاروں کی خیر ہو مولیٰ

ہر دو عالم میں کملی والے کے
جاں نثاروں کی خیر ہو مولیٰ

اہلِ بیتِ کرام کا صدقہ
خاکساروں کی خیر ہو مولیٰ

کُفر و باطل سے معرکہ آرا
شہ سواروں کی خیر ہو مولیٰ

واسطہ ہے ترے فقیروں کا
دل فگاروں کی خیر ہو مولیٰ

دیں کے دُشمن ہلاک ہو جائیں
دینداروں کی خیر ہو مولیٰ

اظہؔر بےنوا دُعاگو ہے
تیرے پیاروں کی خیر ہو مولیٰ

دُعا

الٰہی کرم ہو، الٰہی کرم ہو
دلِ مضطرب کا فنا ہر الم ہو

تری یاد میں گم رہوں میں ہمیشہ
ترے دم سے ہر دم مرے دم میں دم ہو

یہ خواہش ہے مولیٰ، یہی آرزو ہے
کہ ہر ایک خواہش مری کالعدم ہو

کروں پیروی مذہبِ اولیاء کی
مرے دل پہ اسمِ محمد ﷺ رقم ہو

نہ چھوٹے کبھی دامنِ اہلِ عرفاں
مرا جانبِ معرفت ہر قدم ہو

ہے اظہر من الشمس یہ بات اظہر
وہی ذات باقی ہے تم کالعدم ہو

نعت

احمدِ ﷺ مختار کی باتیں کریں
حُسن کے شہکار کی باتیں کریں

تذکرہ چھیڑیں رُخِ سرکار کا
گیسوئے خمدار کی باتیں کریں

جن کے صدقے ہے جہانِ رنگ و بو
اُن لب و رخسار کی باتیں کریں

ہم تو ہیں خیر الورٰی کے اُمتی
کس لئے تکرار کی باتیں کریں

تھے صحابہ جس طرح شیر و شکر
اُس طرح ایثار کی باتیں کریں

جس میں ہو سب آدمیت کا بھلا
ایسے کاروبار کی باتیں کریں

جس طریقے سے ہو امت متحد
اُس طریقِ کار کی باتیں کریں

سنتِ سرکار پر کر کے عمل
عظمتِ کردار کی باتیں کریں

کیوں محبت کی طلب کو چھوڑ کر
درہم و دینار کی باتیں کریں

چند روزہ زندگی ہے دوستو!
آؤ مل کر پیار کی باتیں کریں

سب مسلماں کر کے اظہر اتحاد
پانچ کی اور چار کی باتیں کریں

سارا قرآں آپ کے اخلاق ہیں
آپ غم کے زہر کا تریاق ہیں

جو خدائے پاک کے عشاق ہیں
آپ کے دیدار کے مشتاق ہیں

آپ کی سب کو حضوری ہو نصیب
کس قدر دوری کے لمحے شاق ہیں

اس کتاب دہر کے چودہ طبق
آپ کی توصیف کے اوراق ہیں

بے کسوں کی دستگیری کیلئے
آپ اظہر شہرہ آفاق ہیں

حرف حرف عطا

پختہ ہوں خیالات، حسیں فکر، جواں سوچ
پھر مدح محمدؐ کا نیا طرز بیان سوچ

سدرہ سے بھی آگے ہو مری فکر الٰہی
پہنچے نہ کسی اور ثنا خواں کی وہاں سوچ

ہر سمت ہے دنیا میں ہلاکت کا اجارہ
طیبہ کے سوا امن کا گوشہ ہے کہاں سوچ

ہر سبز نہ کیا ہوگا ترے دل کا شگوفہ
ہر وقت ہے طیبہ میں بہاروں کا سماں سوچ

کرتے ہیں نبی پاک وہاں ذہن کشائی
مفلوج کسی شخص کی ہوتی ہے جہاں سوچ

ہر سوچ میں اس کے ہے محمد ﷺ کا بسیرا
ہر سوچ ہے اظہر کی بڑی فیض۔ رساں سوچ

صورت احمد ﷺ میں کھونا چاہیے
تخم الفت دل میں بونا چاہیے

مصطفیٰ کی نعت گوئی کے لئے
جذبۂ حسان ہونا چاہیے

لہلہا کر کھل اٹھے دل کی کلی
خار طیبہ کا چبھونا چاہیے

سید لولاک کے فیضان سے
گمرہی کا داغ دھونا چاہیے

دل کی مالا میں شہ بطحا کا نام
شوق سے ہردم پرونا چاہیے

بحر عشق مصطفیٰ ﷺ کی لہر میں
غم کے طوفاں کو ڈبونا چاہیے

پیروی کر کے رسول پاک کی
دوسروں کا بوجھ ڈھونا چاہیے

اوڑھ کر عشق محمد کی ردا
قبر میں تا حشر سونا چاہیے

لکھ کے چھوٹی بحر میں اظہر ثناء
بوند میں دریا سمونا چاہیے

نہ ہو زباں کی جدائی درود خوانی سے
ہے روح و دل میں اکائی درود خوانی سے

چمن چمن میں دریچے کھلے محبت کے
ہوئی ہے فیض کشائی درود خوانی سے

سکھا رہا ہے خدائے بزرگوار ہمیں
نبی کی نعت سرائی درود خوانی سے

نبی کا اسم گرامی ہے کس قدر میٹھا
مٹھاس شہد نے پائی درود خوانی سے

درود پاک پڑھو! سرفرازیاں پاؤ
ہے آدمی کی بڑائی درود خوانی سے

کرن کرن نے اٹھایا ہے رات کا چلمن
جہاں میں روشنی آئی درود خوانی سے

بنام احمد مرسل ثواب لوٹیں گے
کریں گے ہم بھی کمائی درود خوانی سے

جہاں جہاں بھی پہنچنا محال ہے اظہر
وہاں وہاں ہے رسائی درود خوانی سے

سدرہ پبلی کیشنز

☆

ذکرِ احمد ﷺ شروع ہوتا ہے
حق کی جانب رجوع ہوتا ہے

ہو گیا آفتابِ کفر غروب
دینِ احمد ﷺ طلوع ہوتا ہے

عشقِ احمد ﷺ میں جب کمر خم ہو
عاشقوں کا رکوع ہوتا ہے

اسمِ احمد ﷺ سے جو بھی سیر ہوئے
کب انہیں خوفِ جوع ہوتا ہے

راہِ طیبہ کی خاک ہو جانا
یُوں خشوع و خضوع ہوتا ہے

چھوڑ کر کب اصول احمد ﷺ کے
ہم کو عشقِ فروع ہوتا ہے

حبِ خیر الانام ﷺ کا اظہر
دل محلِ وقوع ہوتا ہے

بارہ امام و چودہ معصوم

نور ہی نور ہے اُجالا ہے
نور ہی نور کا حوالہ ہے

نور زہرا ، علی ، حسین و حسن
نور ہی نور کملی والا ﷺ ہے

نور عابد ، ہے نور ہے باقر
رخِ جعفر ، کا نور ہالہ ہے

نور موسیٰ ، علی رضا ، ہے نور
نور کا ہی تقی ، مقالہ ہے

ہے نقی ، نور عسکری ، ہے نور
نورِ مہدی ، میں ہر اجالا ہے

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہیں صدیق
مومنوں کے امام ہیں صدیق

حضرتِ عائشہ کے ابّا جان
واجبُ الاحترام ہیں صدیق

ساری پونجی لٹا کے ملت پر
کس قدر نیک نام ہیں صدیق

ہر مصیبت زدہ بشر کے لئے
عافیت کا پیام ہیں صدیق

نام لیوا ہے آپ کا اظہؔر
وردِ ہر خاص و عام ہیں صدیق

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

مصطفیٰ ﷺ کا ہے اک جوان عمر
عدل و احسان کا جہان عمر

عشقِ احمد ﷺ سے پختگی لے کر
دین کی بن گیا چٹان عمر

پنجتن کا ہے عاشقِ صادق
ہر مسلماں کا سائبان عمر

عاجزی میں زمین ہے، لیکن
سر بلندی میں آسمان عمر

میرے دل کا سکون ہے اظہرؔ
اہلِ اسلام کی امان عمر

امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

دین کے رہبر ہیں عثمانِ غنی
دہر کے سرور ہیں عثمانِ غنی

صدق دل سے جاں نثارِ مصطفیٰ
برکتوں کا گھر ہیں عثمانِ غنی

کر دیا روشن جہانِ رنگ و بو
نور کے پیکر ہیں عثمانِ غنی

ڈر نہیں ہے روزِ محشر کا ہمیں
قلب کے اندر ہیں عثمانِ غنی

دو جہاں میں مخزنِ شرم و حیا
بے شبہ اظہر ہیں عثمانِ غنی

آسان ہے کس درجہ ترے واسطے مولیٰ
اک بوند کے باطن میں سمندر کو ڈبونا

امیرالمومنین حضرت علی المرتضٰی کرّم اللہ وجھہ

مقامِ مرتضٰی کیا پوچھتے ہو
ہے ہم نامِ خُدا کیا پوچھتے ہو

جہانِ علم و عرفاں کا اُجالا
ہے نفسِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کیا پوچھتے ہو

ہمارا مدّعا مولٰی علی ہے
ہمارا مدّعا کیا پوچھتے ہو

علی کی ابتدا حیران کن ہے
علی کی انتہا کیا پوچھتے ہو

علی ہے روشنی اظہر خُدا کی
علی کا مرتبہ کیا پوچھتے ہو

☆

اللہ سے محبت کرنے کا ، پیغام علی سے ملتا ہے
بے چین دلوں کو دنیا میں ، آرام علی سے ملتا ہے

ایمان خدا کے بندوں کو ' فیضان سعادت مندوں کو
ہر صبح علی سے ملتا ہے ' ہر شام علی سے ملتا ہے

جو خون جگر کا پیتے ہیں ' مولا کی لگن میں جیتے ہیں
جب پیاس محبت کی بھڑکے تو، جام علی سے ملتا ہے

کیا ہم کو غرض ہے دنیا سے ہم دینِ خدا کے طالب ہیں
اسلام علی کا ورثہ ہے ' اسلام علی سے ملتا ہے

غم دور ہوا ' دل نور ہوا ' مسرور ہوا ' مخمور ہوا '
اظہرؔ کو ثناء کے بدلے میں انعام علی سے ملتا ہے

☆

ڈکھیاں دا ٹھکانہ اے چل شہر نجف چلیئے
بخشش دا بہانہ اے چل شہر نجف چلیئے

جنت دا نظارا اے، سچیاں دا دوارا اے
احمد ﷺ دا خزانہ اے چل شہر نجف چلیئے

اللہ دے فقیراں دا، دنیا دے امیراں دا
ایہہ سب دا ترانہ اے چل شہر نجف چلیئے

ہر دیس محبّاں نوں پردیس نظر آندا
موسم وی سہانہ اے چل شہر نجف چلیئے

اس شہر دا ہر ذرّہ ہے طور ملنگاں نوں
اظہؔر وی روانہ اے چل شہر نجف چلیئے

☆

جو مولیٰ علی کا مکاں دیکھتے ہیں
کسی اور جانب کہاں دیکھتے ہیں

دیارِ نجف کا سفر کرنے والے
علی کا حسیں آستاں دیکھتے ہیں

خدا نے جنہیں دی ہے چشمِ بصیرت
وہ جلوے علی کے یہاں دیکھتے ہیں

کہیں ہر گھڑی یاعلی یاعلی جو
انہیں ہم سدا شادماں دیکھتے ہیں

ہمیں یا علی اپنے سائے میں رکھنا
کڑی دھوپ ہے سائباں دیکھتے ہیں

نہیں شوق ہرگز بہشتِ بریں کا
ہم اظہرؔ نجف کا سماں دیکھتے ہیں

☆

ہر دم علی علی ہے وِردِ زباں ہمارا
اِس نام کے اثر سے دل ہے جواں ہمارا

آئی ہے تُو کہاں سے، چل اے خزاں یہاں سے
ہم ہیں علی کے بُوٹے وہ باغباں ہمارا

ہم اپنے باغباں کے قربان کیوں نہ جائیں
مہکا دیا ہے جس نے یہ گلستاں ہمارا

ہم بوترابیوں پر مولٰی ہو مہربانی
ہر دم ترے حوالے سود و زیاں ہمارا

اظہر مکاں علی کا ہم کو اگر نہ ملتا
رہتا نہ دو جہاں میں نام و نشاں ہمارا

☆
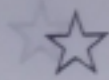
اوڑھ کر احترام کا جامہ
خم علی کے حضور ہے خامہ

کاغذوں پر رقم ہے نامِ علی
یا رقم ہے خدا کا سرنامہ

ہے علی کا عدو نرا جاہل
گرچہ بنتا پھرے وہ علامہ

بزمِ حیدر ہے چین سے بیٹھو
نہ کوئی شور ہو نہ ہنگامہ

ہر نسب سے حسین ہے اظہرؔ
مرتضیٰ کا حسیں نسب نامہ

☆

علی اللہ کا ولی ہے
علی احمد ﷺ کا وصی ہے

علی نبیوں کی پھبن میں
علی ولیوں کی لگن میں

علی صدیقِ اکبر
علی ہے حیدر صفدر

علی فاروقِ اعظم
علی ہے فخر آدم

علی سے بات بنی ہے
علی کی ذات غنی ہے

علی ہے غوثِ اعظم
علی مخدومِ عالم

علی لاہور میں داتا
علی اجمیر میں خواجہ

علی ہر ایک چمن میں
علی ہے پاک پتن میں

علی دہلی میں ظاہر
علی کلیر میں صابر

علی سہون کے اندر
علی شہباز قلندر

علی مخدومِ نظامی
علی ہے رُومی ، جامی

علی کا نامِ نامی
خدا کا اسمِ گرامی

علی ہے ظاہر اظہر
علی ہے مہر منور

☆

ہے من کنت مولیٰ نبی کا مقالہ
مقامِ علی مرتضیٰ کا حوالہ

علی کو چنا ہے رسولِ خدا نے
ہوا اِس چناؤ سے ہر سو اجالا

مقامِ علی مرتضیٰ کو سمجھنا
ہے عقل و خرد کی رسائی سے بالا

علی سا جہاں میں ہوا ہے نہ ہو گا
جدھر ہے علی حق ادھر لامحالہ

عیاں ہے یہ لحمک لحمی سے اظہر
نہیں ہے علی سا کوئی شان والا

☆

چین آیا علی علی کر کے
غم مٹایا علی علی کر کے

کس مسرّت سے غم زمانے کا
مسکرایا علی علی کر کے

کشتگانِ رہِ محبت نے
فیض پایا علی علی کر کے

ہر ولی آفتاب سے بڑھ کر
جگمگایا علی علی کر کے

ہم نے اظہؔر جہانِ فانی میں
دل لگایا علی علی کر کے

☆

عشقِ حیدر میں سر بلندی ہے
ہر دو عالم میں ارجمندی ہے

کیوں علی کی ثنا نہیں کرتے؟
دوستو! کیا زبان بندی ہے؟

بغضِ حیدر نشانیء فاسق
حُبِّ حیدر میں عقلمندی ہے

یا علی یا علی جو کہتا ہے
اُسکی قسمت میں حق پسندی ہے

کر کے مولیٰ کی پیروی اظہرؔ
اولیاء میں نیاز مندی ہے

☆

اللہ کا نظارا ہے کیا شانِ علی کہیے
احمد ﷺ کا دلارا ہے کیا شانِ علی کہیے

پیدا نہ ہوا کوئی ہم نامِ خدا جیسا
ہر دل کا سہارا ہے کیا شانِ علی کہیے

کعبے میں ولادت ہے ' مسجد میں شہادت ہے
ہر رنگ نیارا ہے کیا شانِ علی کہیے

خیبر کو اُکھاڑا ہے ' مرحب کو پچھاڑا ہے
ہر دور پکارا ہے کیا شانِ علی کہیے

حسنین کا بابا ہے ' کعبے کا بھی کعبہ ہے
اسلام کا تارا ہے کیا شانِ علی کہیے

ہر غم کو مٹاتا ہے ، ہر کام بناتا ہے
سردار ہمارا ہے کیا شانِ علی کہیے

مخدومِ زمانہ ہے ، اظہر کا ترانہ ہے
رحمت کا دوارا ہے کیا شانِ علی کہیے

☆

ہر مشکل نے منہ پھیر لیا جب نام پکارا حیدر کا
ہو جائے نبی ﷺ کے صدقے سے اک بار نظارا حیدر کا

اِس نام سے مشکل ٹلتی ہے اِس نام سے رحمت ہوتی ہے
سو بار بھی لوں دل کہتا ہے لو نام دوبارہ حیدر کا

مر جاؤں نجف کے رستے میں اُس خاک میں ہو تن خاک مرا
حسنین کے صدقے محشر میں مل جائے سہارا حیدر کا

انوار ہیں بزمِ ہستی میں دل جھوم رہا ہے مستی میں
یہ شور ہے بستی بستی میں بجتا ہے نقارہ حیدر کا

تو حیدر حیدر کرتا جا مت رنج و الم میں ڈوب اظہرؔ
قسمت کا ستارا چمکے گا جب ہوگا اشارہ حیدر کا

☆

دل غنی ہے علی کے کرم سے
دوستی ہو گئی ہے قلم سے

ہے علی وہ کہ جس کی گلی کا
راستہ مل گیا ہے اِرم سے

اِس جگہ ہے جنم مرتضٰی کا
آ رہی ہے صدا یہ حرم سے

زندگانی بڑی مختصر ہے
چھوڑ دو مال و زر ایک دم سے

مجھ کو اظہؔر غرض ہے علی سے
کب غرض ہے مجھے جامِ جم سے

☆

ہم علی کو سلام کہتے ہیں
سب کو اُن کا غلام کہتے ہیں

نام لیتے ہیں پیار سے اُن کا
اُن کو اللہ کا نام کہتے ہیں

اپنا مولیٰ انہیں رسول کے بعد
سب صحابہ کرام کہتے ہیں

چل رہا ہے اُنہی کی برکت سے
دو جہاں کا نظام کہتے ہیں

ہر زمانے کے اولیاء اظہرؔ
اُن کو اپنا امام کہتے ہیں

☆

میرے ہونٹوں پہ نام ہے اُن کا
میرے دل میں قیام ہے اُن کا

اُن سے بڑھ کر سخی نہیں کوئی
فیض دنیا میں عام ہے اُن کا

بزمِ ہستی کے چپّے چپّے پر
تذکرہ صبح و شام ہے اُن کا

جو بھی سنتا ہے جھوم جاتا ہے
کتنا شیریں کلام ہے اُن کا

وہ بڑا خوش نصیب ہے اظہرؔ
جس کی قسمت میں جام ہے اُن کا

☆

خیر کا ہار ہیں علی والے
شر سے بیزار ہیں علی والے

جامِ عشقِ رسول کا پی کر
مست و سرشار ہیں علی والے

ہر دو عالم کو کر دیا روشن
بدرِ انوار ہیں علی والے

پل میں طے پُل صراط کرتے ہیں
برق رفتار ہیں علی والے

سیّدُ الانبیاء کی سیرت کے
آئینہ دار ہیں علی والے

فقر و فاقہ سے آشنا ہو کر
کتنے خود دار ہیں علی والے

حق کا معیار پوچھنے والو
حق کا معیار ہیں علی والے

☆

جو مدحِ علی میں بولا ہے
کب رنج و الم میں ڈولا ہے

انسان پہ علم و دانش کا
دروازہ علی نے کھولا ہے

ہر دل میں اُترتے جاتے ہیں
اشعار میں کیا رس گھولا ہے

تحریر کیا پھر کاغذ پر
ہر شعر کو پہلے تولا ہے

اللہ نے علی کے دشمن کو
مٹی میں اظہرؔ رولا ہے

☆

ذکرِ نفسِ رسول ہوتا ہے
رحمتوں کا نزول ہوتا ہے

دیندارو ! بغیر حُبِّ علی
زہد و تقویٰ فضول ہوتا ہے

از طفیلِ علی حضورِ خدا
استغاثہ قبول ہوتا ہے

ہر خزانہ متاعِ دُنیا کا
خاکِ پائے بتول ہوتا ہے

کر رہا ہے علی علی اظہرؔ
خارجی کیوں ملول ہوتا ہے

☆

کعبے میں اُجالے ہیں سرکارِ نجف آئے
ہونٹوں پہ مقالے ہیں سرکارِ نجف آئے

کھلتا ہے محبت کا میخانہ زمانے میں
ہاتھوں میں پیالے ہیں سرکارِ نجف آئے

سکتہ ہے زبانوں پر، لرزہ ہے چٹانوں پر
سب دل کو سنبھالے ہیں سرکارِ نجف آئے

رِم جھم ہے یہ ساون کی انوار برستے ہیں
رحمت کے حوالے ہیں سرکارِ نجف آئے

اظہرؔ نے تہ دل سے توصیف و ثنا کر کے
ارمان نکالے ہیں سرکارِ نجف آئے

☆

ہے علی کی ولا ملنگوں میں
شمعِ عرفان کے پتنگوں میں

رس علی کے جمال کا پی کر
رنگ سب نے بھرا امنگوں میں

یا علی کہہ کے بر سر میدان
فتح پاتے ہیں لوگ جنگوں میں

بچ گیا یا علی مدد کہہ کر
جو گھرا کفر کے نہنگوں میں

حضرتِ بوتراب ہیں اظہر
دو جہاں کے تمام رنگوں میں

☆

خدا کا فیصلہ من کنت مولیٰ
حدیثِ مصطفیٰ ﷺ من کنت مولیٰ

صحابہ نے سنا مسرور ہو کر
پیامِ جاں فزا من کنت مولیٰ

مبارک دی جنابِ مرتضیٰ کو
عمر نے جب سنا من کنت مولیٰ

منافق کے لئے زہر ہلاہل
ہے مومن کو شفا من کنت مولیٰ

یزیدی خارجی مانے نہ مانے
محمد ﷺ نے کہا من کنت مولیٰ

☆

ہر مکاں میں علی علی ہو گا
ہر دُکاں میں علی علی ہو گا

دہر کتنی ہی کروٹیں بدلے
ہر سماں میں علی علی ہو گا

اے خزاں راستہ پکڑ اپنا
گلستاں میں علی علی ہو گا

سیّد المرسلین کے صدقے
ہر زماں میں علی علی ہو گا

اک جہاں میں فقط نہیں اظہرؔ
دو جہاں میں علی علی ہو گا

☆

شیر پروردگار کون ----- علی
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کون ----- علی

کس کو جبریل نے پکارا ہے
صاحبِ ذوالفقار کون ----- علی

انبیاء کا جو افتخار بنا
اولیاء کی پکار کون ----- علی

نرم خو ہے جو مومنوں کے لئے
دین کی یادگار کون ----- علی

نام ہے کس کی دُشمنی کا خزاں
ہر چمن کی بہار کون ----- علی

کافروں ، مشرکوں ، شریروں سے
ہے لڑا بار بار کون ----- علی

سر اڑایا ہے کس نے مرحب کا
فاتحِ کارزار کون ----- علی

کس نے مارا ہے ابنِ عبدِ ودھ
شاہِ دُلدُل سوار کون ----- علی

ہر دو عالم میں قلبِ اظہرؔ کا
ہے سکون و قرار کون ----- علی

☆

جو کوئی بھی خدا رسیدہ ہے
بابِ حیدر پہ سر خمیدہ ہے

میرے مذہب کا پوچھنے والو
حُبِّ حیدر مرا عقیدہ ہے

حل علی مشکلات کرتے ہیں
یہ شنیدہ نہیں ہے دیدہ ہے

جو بھی حیدر پہ جان دیتا ہے
عشق والوں میں برگزیدہ ہے

شاہِ مرداں کی شان میں اظہرؔ
یہ عقیدت بھرا قصیدہ ہے

☆

صدقۂ بوتراب ملتا ہے
بے حدو بے حساب ملتا ہے

حق شناسی نصیب ہوتی ہے
جب ولایت مآب ملتا ہے

شاہِ مرداں کے آستانے سے
معرفت کا نصاب ملتا ہے

"جز علی میں ہلاک ہو جاتا"
قولِ ابنِ خطاب ملتا ہے

لاکھ ڈھونڈے جہان میں کوئی
کب علی کا جواب ملتا ہے

☆

علی علی کا وظیفہ کرنے سے ہر بشر نے قرار پایا
علی سے دُنیا میں اولیاء نے جمالِ پروردگار پایا

علی خدا کا ہے نامِ نامی ' جوان آیا نہ کوئی ایسا
نہ کوئی ایسا دلیر دیکھا ' نہ کوئی ایسا سوار پایا

جنون پایا قلندروں نے درِ علی کا غلام ہو کر
سکندروں نے علی کے قدموں سے منصبِ اقتدار پایا

علی کے سارے گداگروں کو ، علی کے پیارے ثناگروں کو
خدا کو پانے کے شوق میں دل گرفتہ وَ دل فگار پایا

نبی ﷺ علی فاطمہ حسین و حسن پہ رب نے درود بھیجا
درود پڑھتے ہوئے سبھی مومنوں کو لیل و نہار پایا

☆

علی سے وجودِ ستم پر ہے رعشہ
علی نے گلا ظالموں کا تراشا

جو میداں میں آیا علی کے مقابل
وہ آیا نظر بھاگتا بے تحاشا

جنابِ علی شیر یزداں کے ہاتھوں
بنا ہے دو ٹکڑوں میں مرحب کا لاشہ

بنا ہے نشانہ خدا کے غضب کا
علی کے مخالف کا دیکھا تماشا

کرم ہے علی کا وگرنہ یہ اظہرؔ
نہ پائی ، نہ رتی ، نہ تولہ ، نہ ماشہ

☆

مولیٰ مرے وجود میں آئیں گے کس طرح
ذرّے میں آفتاب سمائیں گے کس طرح

اُن کے حضور سانس بھی لینا مُحال ہے
ہم درد کا فسانہ سنائیں گے کس طرح

وردِ زباں رہے گا ہمیشہ علی علی
دوزخ کے شعلے ہم کو جلائیں گے کس طرح

فضلِ خُدا سے ہم ہیں علی کی پناہ میں
دشمن نشاں ہمارا مٹائیں گے کس طرح

اظہر بغیر دیکھے ولایت مآب کو
عاشق دلوں کی پیاس بجھائیں گے کس طرح

☆

کس میں خو بوتراب کی سی ہے
کس میں جرات جناب کی سی ہے

شہر مولیٰ علی کے ذرّوں کی
روشنی آفتاب کی سی ہے

میرے مولیٰ کے پاک تلووں کی
دلکشی ماہتاب کی سی ہے

شکل حیدر کے نونہالوں کی
نو شگفتہ گلاب کی سی ہے

دیندارو ! علی علی کر لو
زندگانی حباب کی سی ہے

شاہِ دُلدُل سوار کی اظہرؔ
چھب رسالت مآب کی سی ہے

☆

ذکرِ حیدر کی مستیاں دیکھو
رحمتیں رب کی ستیاں دیکھو

بابِ حیدر پہ سرخمیدہ ہیں
ہر دو عالم کی ہستیاں دیکھو

ایک ضربِ علی سے کم تر ہیں
دہر کی حق پرستیاں دیکھو

ذکرِ مولیٰ سے ہو گئیں روشن
دل کی ویران بستیاں دیکھو

فاقے اظہؔر علی کے یاد کرو
جب کبھی تنگدستیاں دیکھو

☆

عمراں کا شاہزادہ
خُلدِ بریں کا جادہ

کرتا ہے مشکلوں کا
شیر خُدا برادہ

خیبر کا در اُکھاڑا
کھا کر غذائے سادہ

اُس کے حسیں بدن کا
فقر و غنا لبادہ

اُس کا درِ عطا ہے
سب کے لئے کشادہ

اُس کی گلی میں عاشق
چلتے ہیں پا پیادہ

پیتے ہیں سب قلندر
اُس کی ولا کا بادہ

اُس سے جہان سارا
کرتا ہے استفادہ

جو مصطفیٰ ﷺ کی مرضی
اُس کا وہی ارادہ

اُس سے چلا ہے اظہرؔ
احمد ﷺ کا خانوادہ

☆

سب کے مولیٰ ہیں حیدر کرار
دین و ملت کے مرکزی کردار

خوبئی کارخانۂ قدرت
دستِ پروردگار کے شہکار

نکتہ وَ رمزِ بائے بسم اللہ
غیرِ فرار صاحبِ اسرار

وہ بشر ہیں علی ولی اللہ
ہر قدم جن کا نور کا مینار

ہے علی کا گلاب سا چہرہ
تیغ کی مثل ابروئے خمدار

چاند جیسی جبیں ، گھنی داڑھی
حسن آرا ہیں کس قدر رخسار

دانت بے مثل موتیوں جیسے
ہیں لبوں پر فدا گل و گلزار

سانس ذاکر ہیں اور نور غذا
کتنے طاہر ہیں سیدِ ابرار

ذکرِ مولیٰ علی کرو اظہؔر
تا کہ کھل جائیں غیب کے اسرار

☆

میں بھی نازاں علی علی کر کے
تو بھی شاداں علی علی کر کے

یہ بھی نامِ علی سے چمکا ہے
وہ بھی تاباں علی علی کر کے

فرحت و انبساط پاتا ہے
ہر مسلماں علی علی کر کے

لہلہایا ہے کس محبت سے
ہر گلستاں علی علی کر کے

گونجتی ہے جہاں میں ہر بستی
ہر بیاباں علی علی کر کے

صلح کلی ہے مذہبِ اظہرؔ
کر دو اعلاں علی علی کر کے

☆

چار سو ہیں علی ولی اللہ
کو بکو ہیں علی ولی اللہ

دو جہاں میں نیاز مندوں کی
آبرو ہیں علی ولی اللہ

کیا اجل کی مجال دم مارے
رو برو ہیں علی ولی اللہ

ہر کلی سے گلاب سے بڑھ کر
خوبرو ہیں علی ولی اللہ

ہر دو عالم میں قلبِ اظہرؔ کی
آرزو ہیں علی ولی اللہ

☆

کیا شان علی نے پائی ہے
کیا رُوپ ہے کیا رعنائی ہے

رُخ چاند کو بھی شرماتا ہے
آنکھوں میں عجب زیبائی ہے

مولیٰ کے بدن کی خوشبو نے
سب ارضِ جہاں مہکائی ہے

کِس شیر کی آمد ہے رن میں
خیبر کی زمیں تھرائی ہے

سُلطانِ زمن کی اظہؔر پر
ہر آن کرم فرمائی ہے

☆

سرکارِ ولایت کے خیالات میں کھونا
دُنیا کی اُمنگوں کے طلبگار نہ ہونا

ہر ماہ پہ ساون کے مہینے کا گماں ہو
آنکھوں کو سدا فرقتِ حیدر میں بھگونا

توہین ہوئی دہر میں فرزند علی کی
روتے ہیں مسلمان اسی بات کا رونا

حیدر کا ثناخوان ہوں میں روزِ ازل سے
اے موت مری جان میں کانٹے نہ چبھونا

دن رات عقیدت سے جہاں ذکر علی ہو
ہوتا ہے وہاں اولیا اللہ کا بچھونا

آساں ہے کس درجہ ترے واسطے مولیٰ
اک بُوند کے باطن میں سمندر کو ڈبونا

حیدر کی محبت نے ہے اظہؔر کو سکھایا
اشعار کی تسبیح میں الفاظ پرونا

☆

جو عشقِ بوتراب میں جاں سے گزر گئے
وہ خوش نصیب دورِ خزاں سے گزر گئے

گُم ہیں وہ بوتراب کے حسن و جمال میں
رُخ پھیر کر جو حسن بتاں سے گزر گئے

لے کر علی کا نام جہاں کے تمام لوگ
غم سے ، بلا سے ، دُکھ سے ، فغاں سے گزر گئے

سب طالبانِ شاہِ نجف پُل صراط سے
آرام سے ، خوشی سے ، اماں سے گزر گئے

ایسا کرم ہوا ہے ولایت مآب کا
ہم ہر خیالِ سود و زیاں سے گزر گئے

مولائے علی کے شہر مقدس کے شوق میں
ہم آرزوئے باغِ جناں سے گزر گئے

عہد خزاں بہار میں تبدیل ہو گیا
مولائے جو مسکرا کے یہاں سے گزر گئے

لفظوں کی کائنات پہ چھائی ہے بے بسی
مدحِ علی کے شوق بیاں سے گزر گئے

اظہر تجلیات کا میلہ لگا وہاں
اک بار بوتراب جہاں سے گزر گئے

☆

خُوب ہے بُوتراب کا نغمہ
شیر ربِّ وہاب کا نغمہ

گونجتا ہے علی علی کر کے
ہر نئے انقلاب کا نغمہ

گھولتا ہے مٹھاس کانوں میں
مدحتِ بُوتراب کا نغمہ

مُرتضیٰ کی ثناگری کے بغیر
بے سرا ہے رباب کا نغمہ

اولیاء جُھوم جُھوم کر اظہرؔ
گا رہے ہیں جناب کا نغمہ

☆

در علی ہے ، نبی ﷺ مدینہ ہے
ہستیاں دو ہیں ایک سینہ ہے

جس میں مولیٰ علی ہوئے پیدا
وہ رجب کا حسیں مہینہ ہے

وہ علی کا غلام ہو جائے
جس نے مرنے کے بعد جینا ہے

یا علی ! آپ کے غلاموں کا
قلب روشن ہے ، آنکھ بینا ہے

اہلِ بیتِ کرام کا اظہر
ہر قدم معرفت کا زینہ ہے

☆

جو علی کا مکان ہے پیارے
سب کا دارالامان ہے پیارے

نعرۂ حیدری سے باطل کی
ریزہ ریزہ چٹان ہے پیارے

دل علی کے خیال میں کھو کر
ہر گھڑی شادمان ہے پیارے

ہو گئے جس پہ مہربان علی
اُس پہ رب مہربان ہے پیارے

وہ ہے مولیٰ کے نام کی تاثیر
شعر میں جو اُٹھان ہے پیارے

سنگ دل موم کر دیئے جس نے
وہ علی کا بیان ہے پیارے

جاں علی ہے جہان کی اظہر
جان ہے تو جہان ہے پیارے

☆

نامِ حیدر زباں پہ آیا ہے
نور برسا ہے کیف چھایا ہے

حُبِّ حیدر میں کھونے والوں نے
ذاتِ حق کا جمال پایا ہے

ضربِ حیدر کی کاٹ کیا کہیے
شرپسندوں کا سر اُڑایا ہے

دوشِ احمد ﷺ پہ چڑھ کے حیدر نے
ہر صنم منہ کے بل گرایا ہے

وارثِ منبرِ سلونی کا
ہر حسیں قول رنگ لایا ہے

کیا بگاڑے گی گرمیٔ محشر
سر پہ مولیٰ علی کا سایہ ہے

مرتضٰی کی نماز کی خاطر
لوٹ کر آفتاب آیا ہے

مرتضٰی بادشہ سلامت ہیں
ساری خلقِ خدا رعایا ہے

ہم نے اظہرؔ خلوصِ نیت سے
بابِ حیدر پہ سر جھکایا ہے

☆

ایسے بھی کبھی دن آئیں گے ، ہم شہر نجف کو جائیں گے
منہ مانگی مرادیں پائیں گے ، ہم شہر نجف کو جائیں گے

آنکھوں سے نظارے دیکھیں گے رحمت کے اشارے دیکھیں گے
اُلفت کے ترانے گائیں گے ، ہم شہر نجف کو جائیں گے

دہلیز علی کو چُومیں گے، وحدت کے نشے میں جُھومیں گے
ظلمت کے ورق الٹائیں گے، ہم شہر نجف کو جائیں گے

ہر غم کا مداوا کر لیں گے ، کر لیں گے مداوا ہر غم کا
خوشیوں کے خزانے لائیں گے، ہم شہر نجف کو جائیں گے

سجدے میں گزاریں گے راتیں، راتوں میں گزاریں گے سجدے
یوں دل کا چمن مہکائیں گے ، ہم شہر نجف کو جائیں گے

☆

ہم نے حیدر سے پیار کرنا ہے
دل کو باغ و بہار کرنا ہے

غیر پر تبصرہ نہیں کرنا
ذکرِ دُلدُل سوار کرنا ہے

حُسنِ حیدر کا کھینچ کر نقشہ
چاند کو شرمسار کرنا ہے

دیکھ کر بوتراب کا ماضی
حال کو سازگار کرنا ہے

نفسِ مرحب نما پہ اظہؔر نے
یا علی کہہ کے وار کرنا ہے

☆

گفتگو کیا علی نے فرمائی
دم بخود ہے جہانِ گویائی

مرحبا مرحبا کہا اس نے
جس کو شکل علی نظر آئی

وہ علی ہے رسولِ پاک کے بعد
ناز کرتی ہے جس پہ دانائی

ہم سے اُلجھو نہ مولوی صاحب
ہم ہیں روزِ ازل سے مولائی

فرقہ بندی سے کیا غرض ہم کو
ہم ہیں اظہر علی کے شیدائی

☆

جس کی حیدر مُراد ہوتا ہے
راسخ الاعتقاد ہوتا ہے

اُن کے دامن کو تھامنے والا
قابلِ اعتماد ہوتا ہے

جب بھی آتا ہے تذکرہ اُن کا
دل مسلماں کا شاد ہوتا ہے

اُس کی دونوں جہاں میں خیر نہیں
جس کو اُن سے عناد ہوتا ہے

اُن کی اظہرؔ مخالفت کر کے
خارجی نامُراد ہوتا ہے

☆

شیر پروردگار آتے ہیں
صاحبِ ذوالفقار آتے ہیں

با ادب ، با ملاحظہ ، ہشیار
شاہِ دُلدُل سوار آتے ہیں

یہ مُنادی ہے آسمانوں پر
دین کے تاجدار آتے ہیں

ہر دو عالم میں نور پھیلا ہے
سیّدِ نامدار آتے ہیں

مٹ گیا ہر نشان باطل کا
حق کے نقش و نگار آتے ہیں

حوصلہ بڑھ گیا دلیروں کا
مردِ ہمت شعار آتے ہیں

اولیاء انبیاء رسولوں کے
وارث و رازدار آتے ہیں

مشکلوں سے نکالنے کے لئے
سب کے دار و مدار آتے ہیں

اب نہ بھولے گا راستہ کوئی
رہبر روزگار آتے ہیں

مفلسوں ، بے کسوں ، نحیفوں کے
حامی وَ غمگسار آتے ہیں

کیف طاری ہے پاکبازوں پر
سرورِ ذی وقار آتے ہیں

رُوپ آیا ہے پھُول کلیوں پر
حُسنِ باغ و بہار آتے ہیں

☆

آج اظہرؔ رجب کی تیرہ ہے
رونقِ ہر دیار آتے ہیں

☆

کیا سماں ہے علی علی کر کے
دل جواں ہے علی علی کر کے

اولیائے کرام کا چہرہ
زعفراں ہے علی علی کر کے

لمحہ لمحہ حیاتِ فانی کا
جاوداں ہے علی علی کر کے

دینداروں پہ خالقِ باری
مہرباں ہے علی علی کر کے

ہر مصیبت زدہ زمانے میں
شادماں ہے علی علی کر کے

☆

اظہرؔ بے نوا فقیروں کا
ہم زباں ہے علی علی کر کے

☆

علی کا بلاوا ہے رب کا بلاوا
علی ہے شکستہ دلوں کا مداوا

یزیدی رسالوں میں بھگدڑ مچی ہے
حسینی جیالوں نے بولا ہے دھاوا

علی کے ہے گھوڑے میں تیزی بلا کی
یہاں تھا ، وہاں تھا ، کہاں تھا چھلاوا

کرو گے نصیحت کسے ہم نواؤ
یہاں پر تو بگڑا ہے آوے کا آوا

صحابہ سے کیوں ہیں گریزاں وہ اظہؔر
جنہیں ہے علی کی محبت کا دعوئی

☆

جن کو حیدر کا احترام نہیں
اُن سے میری دُعا سلام نہیں

کیوں نہیں تم علی علی کرتے؟
کیا علی کبریا کا نام نہیں؟

میرے مُشکل کشا علی جیسا
کوئی بھی قادر الکلام نہیں

جو علی کے لئے ہو نا ممکن
ایسا دُنیا میں کوئی کام نہیں

میں علی کا غلام ہوں اظہرؔ
اہلِ دنیا کا میں غلام نہیں

☆

شیعہ سُنّی ہے یا وہابی ہے
ہر مُسلماں ابوترابی ہے

حُبِّ حیدر کو اختیار کرو
حُبِّ حیدر میں کامیابی ہے

لڑتے رہتے ہو مولوی صاحب
صُلح کرنے میں کیا خرابی ہے

سرنگوں ہے قلم عقیدت سے
بزمِ حیدر میں باریابی ہے

معرفت کے جہان کی اظہرؔ
میرے مولیٰ کے پاس چابی ہے

☆

علی کے نام پہ پروردگار دیتا ہے
علی کا نام مقدر سنوار دیتا ہے

نگاہِ لطف و کرم سے مٹا کے رنج و الم
علی سُرور دلوں میں اُتار دیتا ہے

اُس آدمی کا سکندر طواف کرتے ہیں
جو عُمر یادِ علی میں گزار دیتا ہے

نہیں جواب علی کا کوئی دو عالم میں
رسول بیٹی خدا ذوالفقار دیتا ہے

بنا اِسی کو ہمیشہ انیسِ جاں اظہرؔ
علی کا ورد دلوں کو قرار دیتا ہے

☆

ہر دو عالم کی احتیاج علی
علم و عرفان کا ہیں تاج علی

سید الانبیاء ﷺ کی رحمت سے
کر رہے ہیں دلوں پہ راج علی

ہر مسلماں پہ ہیں کرم فرما
ہر فقیر و ولی کی لاج علی

دینِ اسلام کا شفاخانہ
لا دوا درد کا علاج علی

جس سے روشن ہیں دو جہاں اظہرؔ
ہیں توحید کا سراج علی

☆

زندگانی علی کے نام کرو
یہ بڑا کام ہے یہ کام کرو

بغض و نفرت کا خاتمہ کر کے
ذکرِ مولیٰ میں صُبح و شام کرو

اوڑھ کر دین کے لبادے کو
آدمیت کا احترام کرو

فرقہ بندی کو خیر باد کہو
ہر گھڑی پیار سے کلام کرو

شاہِ مرداں کے شوق میں اظہرؔ
زندگانی بسر تمام کرو

☆

عشق والوں کے پیار کا گہنا
خوش دلی سے علی علی کہنا

مرتضیٰ کی لگن سکھاتی ہے
حق کی خاطر مصیبتیں سہنا

فرقہ بندی فساد کی جڑ ہے
تم نہ اِس کے بہاؤ میں بہنا

فرقہ بندی کو چھوڑ کر، سیکھو
مل کے آپس میں پیار سے رہنا

نفسِ کافر کے ماسوا اظہرؔ
مت کسی کو بُرا بھلا کہنا

☆

رکھتا ہے گلستانِ علی جیسے حسیں پھول
اس شان کے رکھتی ہے کہاں خلدِ بریں پھول

وہ گردشِ دوراں سے کہاں خوف زدہ ہے
چنتا ہے نجف شہر کے جو خاک نشیں پھول

جھڑتے ہیں لبِ حیدرِ کرار سے ہر دم
یاقوت، گہر، لعل، صدف، ہیرے، نگیں پھول

لگتے ہیں قدم شاہِ ولایت کے جہاں بھی
بے ساختہ کھلتے ہیں محبت کے وہیں پھول

ہر رگ میں سماں عشقِ علی کا ہو الٰہی
کُملائے نہ اظہرؔ کے دل و جاں کا کہیں پھول

☆

اے قلم دلکشی دکھائے جا
کاغذوں کی جبیں سجائے جا

نامِ مولیٰ علی رقم کر کے
کاغذوں کو حسیں بنائے جا

اے قلم پھول کا عرق لے کر
شعر میں چاشنی ملائے جا

ہے ثنائے علی سنبھل کے چل
ہر گھڑی عاجزی دکھائے جا

چند روزہ ہے زندگی اظہؔر
یا علی کی صدا لگائے جا

☆

ہے عبادت علی علی کرنا
چھوڑیئے مت علی علی کرنا

ہے وظیفہ نبی نبی ﷺ میرا
یا بکثرت علی علی کرنا

دو جہاں میں کمی نہیں رہتی
جب ہو عادت علی علی کرنا

ہو خدایا ہماری قسمت میں
تا قیامت علی علی کرنا

ہر مسلماں کے دین کی اظہرؔ
ہے حفاظت علی علی کرنا

☆

ہمنشیں میں ابوترابی ہوں
غم نہیں میں ابوترابی ہوں

اِس میں شکّ و شبہ نہیں کوئی
با الیقیں میں ابوترابی ہوں

دُور ہو جا مری نگاہوں سے
نکتہ چیں میں ابوترابی ہوں

لِکھ رہا ہوں مناقبِ حیدر
قارئیں میں ابوترابی ہوں

فضلِ پروردگار سے اظہؔر
آفریں میں ابوترابی ہوں

☆

صبح چلتا ہے شام چلتا ہے
ذکرِ حیدر دوام چلتا ہے

روک سکتا ہے کون پینے سے
عشقِ حیدر کا جام چلتا ہے

شاہِ دلدل سوار کے صدقے
دو جہاں کا نظام چلتا ہے

راستے جُھوم جُھوم جاتے ہیں
جب وہ عالی مقام چلتا ہے

جب بھی حیدر چلے تو ساتھ اُس کے
قنبرِ خُوش خرام چلتا ہے

آگے آگے امام ہوتا ہے
پیچھے پیچھے غلام چلتا ہے

حُبِ حیدر سے روشنی پا کر
کلکِ اظہر مدام چلتا ہے

☆

رب کے پیارو علی علی کر لو
مل کے یارو علی علی کر لو

پیش کر کے دلوں کے نذرانے
جاں نثارو علی علی کر لو

جیت میدانِ جنگ میں ہو گی
شہ سوارو علی علی کر لو

دو جہاں میں سلامتی کے لئے
تاجدارو علی علی کر لو

دیکھنی ہیں اگر سدا خوشیاں
غم کے مارو علی علی کر لو

معرفت کے حصول کی خاطر
خاکسارو علی علی کر لو

☆

دل سے اظہرؔ کے ہم نوا ہو کر
دل فگارو علی علی کر لو

☆

صاحبِ ارشاد ہیں مولیٰ علی
دین کی امداد ہیں مولیٰ علی

نرم خُو ہیں مومنوں کے واسطے
کفر کو فولاد ہیں مولیٰ علی

ہر نحیف و بے کس و مجبور کی
داد ہیں فریاد ہیں مولیٰ علی

پُھول کا جوبن گلستاں کا نکھار
فقر کی بنیاد ہیں مولیٰ علی

عشق کی اقلیم کے فرماں روا
حُسن کی روداد ہیں مولیٰ علی

وہ مقدر کا سکندر بن گیا
جس کو ہر دم یاد ہیں مولیٰ علی

ہے غمِ دُنیا سے اظہرؔ بے نیاز
قلب میں آباد ہیں مولیٰ علی

☆

جب علی دیں تو کیا نہیں ملتا
بخششوں کا سرا نہیں ملتا

جو علی کا ہے چاہنے والا
اُس کے لب پر گلہ نہیں ملتا

دُشمنانِ علی کو اے زاہد
بندگی کا صلہ نہیں ملتا

ہر عبادت فضول جاتی ہے
معرفت کا پتا نہیں ملتا

جس بشر کو علی نہیں ملتے
اُس کو اظہرؔ خدا نہیں ملتا

☆

ہم نامِ خُدا ہے کیا کہیے
ہر دل کی صدا ہے کیا کہیے

مولیٰ ہے خُدا کے بندوں کا
ہر غم کی دوا ہے کیا کہیے

کیا جانے زمانہ حیدر کو
عقلوں سے ورا ہے کیا کہیے

کیا کہیے ثناء ہے مولیٰ کی
مولیٰ کی ثناء ہے کیا کہیے

ہر ایک ادا سُبحان اللہ
کیا خُوب ادا ہے کیا کہیے

☆

اظہؔر پہ کرم ہے مولیٰ کا
مولیٰ کی عطا ہے کیا کہیے

☆

دُنیا کی محبت کو چھوڑو ، دِن رات علی کو یاد کرو
اللہ کی لگن سے دل جوڑو ، دِن رات علی کو یاد کرو

جب یاد علی آ جاتے ہیں ، دل چین کی دولت پاتے ہیں
اسبابِ جہاں سے مُنہ موڑو ، دِن رات علی کو یاد کرو

جو یاد علی کو کرتا ہے ، اللہ کا ولی ہو جاتا ہے
خوابیدہ دلوں کو جھنجھوڑو ، دِن رات علی کو یاد کرو

ہے توڑ ہمیشہ ذکرِ علی ابلیس کے ہر اک چکر کا
ابلیس لعیں کا سر پھوڑو ، دِن رات علی کو یاد کرو

اللہ کی محبت کا رستہ ملتا ہے علی کو ملنے سے
اللہ سے تعلق نہ توڑو ، دِن رات علی کو یاد کرو

☆

تختے علی نے رکھ دیے ان کے اکھاڑ کر
میدان میں لڑے تھے جو پاؤں کو گاڑ کر

گیسوئے دیں سنوار دیے بوتراب نے
ہر دشمنِ رسول کا حلیہ بگاڑ کر

اسلام کا علی نے رفو کر دیا لباس
عنتر لعیں کو چیر کے مرحب کو پھاڑ کر

کہتے رہیں گے اہلِ محبت علی علی
دل سے خیالِ غیر کی دنیا اجاڑ کر

بہ جائے غم کی رو میں نہ مولیٰ مرا وجود
تنکا ہوں میں حقیر سا مجھ کو پہاڑ کر

مہر علی کی مُہر سے کر دل کو داغدار
اقلیم خواہشات کو اظہؔر پچھاڑ کر

☆

سرکارِ مرتضٰی کی ادائیں ہیں پیاریاں
عادات کملی والے ﷺ سے ملتی ہیں ساریاں

سوئے نجف رواں ہیں عقیدت کے قافلے
جنت میں جا رہی ہیں مسافر سواریاں

حبِّ علی نجات کا رستہ ہے دوستو!
اس کے بغیر کیا ہیں عبادت گزاریاں

دیکھا اگر کسی نے تو قربان ہو گیا
کیا دل نشیں ادائیں ہیں مولٰی تمہاریاں

اظہر ہے جن کے دل میں محبت یزید کی
تُم بھول کر بھی اُن سے لگاؤ نہ یاریاں

☆

جو علی کے خیال میں گم ہے
وہ خدا کے وصال میں گم ہے

معرفت کی مٹھاس کی لذت
مرتضٰی کے جمال میں گم ہے

حُبِ حیدر میں ڈھول کی لے پر
ہر قلندر دھمال میں گم ہے

عشقِ حیدر خدا پرستوں کے
جسم کے بال بال میں گم ہے

فیض اللہ کے شیر کا اظہؔر
ہر ہنر میں کمال میں گم ہے

☆

بن کے شاہِ عرب کون آئے
گُل بدن ، غنچہ لب کون آئے

خیر کو دہر میں عام کرنے
شر پہ ڈھانے غضب کون آئے

کس لئے چار سو ہے چراغاں
کیوں ہے جشنِ طرب کون آئے

کس لئے شق ہے دیوارِ کعبہ
واقعہ ہے عجب کون آئے

پڑ گئی دین کی جان میں جاں
کفر ہے جاں بلب کون آئے

عشق والوں کو فیضان دینے
نائبِ ذاتِ رب کون آئے

دل کی کھیتی کو سیراب کرنے
بحرِ علم و ادب کون آئے

اپنے قاتل کو شربت پلانے
بخششوں کا سبب کون آئے

وجد میں ہر دو عالم ہیں اظہرؔ
آج تیرہ رجب کون آئے

☆

علی ہے ظہورِ خدا کا حوالہ
علی ہے جہانِ کرم کا اُجالا

اسے مل گیا راستہ معرفت کا
پیا جس نے حُبِّ علی کا پیالہ

کیا ہے علی نے دلوں کو مسخر
بڑا پُر اثر ہے علی کا مقالہ

ہمیں شادمانی کا ساحل دکھا کر
علی نے غموں کے بھنور سے نکالا

میں اس آدمی کے مقدر پہ صدقے
علی نام کی جو جپتا ہے مالا

سمندِ علی نے سموں سے کچل کر
فنا کر دیا کافروں کا رسالہ

جو اظہرؔ علی کے مقابل ہے نکلا
اجل نے بنایا ہے اس کو نوالہ

☆

ہے حسیں بوتراب کا چہرہ
رب کا چہرہ جناب کا چہرہ

اُس ولایت مآب کے آگے
زرد ہے آفتاب کا چہرہ

اُس سے کیا ماہتاب کو نسبت
ماند ہے ماہتاب کا چہرہ

کتنا روشن ہے کتنا تاباں ہے
اُس کے ہر فیضاب کا چہرہ

کاش آئے نظر ہمیں اظہرؔ
اُس شہِ لاجواب کا چہرہ

☆

نامِ حیدر پکارتے رہنا
اپنی قسمت سنوارتے رہنا

معتقد ہو کے شاہِ مرداں کا
زندگانی گزارتے رہنا

شیر یزداں کی پیروی کر کے
اپنا باطن نکھارتے رہنا

دے کے جاں کا حقیر نذرانہ
نذرِ مولیٰ اتارتے رہنا

دونوں عالم کی خواہشیں اظہرؔ
نامِ حیدر پہ وارتے رہنا

(غیر منقوط)

ملا ہے کسی کا سہارا کسی کو
کسی کی ولا ہے گوارا کسی کو

مداوا ہے کوئی کسی کے الم کا
اماں ہے کسی کا دوارا کسی کو

حرم سے کہاں کم گلی ہے کسی کی
دُعا ہے کسی کی ، سدھارا کسی کو

کہاں ہم کو معلوم کل کے مسائل
ہے ادراک سارا ہمارا کسی کو

ہے لوٹا کسی کے لئے مہر گردُوں
ملا علم سرکار سارا کسی کو

(غیر منقوط و بلا الف)

ہے عُمر ہر ولی مدحِ علی سے
کھلی دل کی کلی مدحِ علی سے

علی سے در کھُلے رحم و کرم کے
گھٹک دل کی ٹلی مدحِ علی سے

علی سے ہر محلّے کی لہک ہے
معطّر ہر گلی مدحِ علی سے

گرے کوٹھی مرے حرص و ہوس کی
ملے کوئے علی مدحِ علی سے

کہوں گر ولولے سے کوئی مصرع
ہو مصری کی ڈلی مدحِ علی سے

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا

کیہ میں دساں مقام زہرا دا
ہر زمانہ غلام زہرا دا

اوہنوں خطبہ نبی ﷺ دا یاد آیا
جس نے سنیا کلام زہرا دا

احتراماً نبی ﷺ کھڑے ہندے
کِنّا اُچّا مقام زہرا دا

اوتھے جنت نثار ہندی اے
جتھے لگدا اے گام زہرا دا

اوھدا قدسی طواف کر دے نیں
جیہڑا لیندا اے نام زہرا دا

حضرت سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا

کیہ میں دساں مقام زہرا دا
ہر زمانہ غلام زہرا دا

اوہنوں خطبہ نبی ﷺ دا یاد آیا
جس نے سنیا کلام زہرا دا

احتراماً نبی ﷺ کھڑے ہندے
کِنّا اُچّا مقام زہرا دا

اوتھے جنت نثار ہندی اے
جتھے لگدا اے گام زہرا دا

اوھدا قدسی طواف کردے نیں
جیہڑا لیندا اے نام زہرا دا

سیّدنا حضرت امام حسن علیہ السلام

ذاتِ حق کا نشاں امام حسن
مصطفیٰ ﷺ کا جواں امام حسن

سیدہ فاطمہ کا لختِ جگر
سرورِ دو جہاں امام حسن

پیارے پیارے سے گیسوؤں والا
حسن کی داستاں امام حسن

اُس پہ رب مہربان ہوتا ہے
جس پہ ہو مہرباں امام حسن

حشر کی دُھوپ میں ہو اظہؔر کا
یا خدا ! سائباں امام حسن

سیّدنا حضرت امام حسین علیہ السلام

خوشبوئے فاطمہ ہے گُلِ بوتراب ہے
شبیر یادگارِ رسالت مآب ہے

رُودادِ کربلا کے سننے کی تاب ہے
اِس غم میں پتھروں کا کلیجہ کباب ہے

میدانِ کارزار میں تنہا نہیں حسین
احمد ﷺ ہے ساتھ ساتھ علی ہمرکاب ہے

پیاسوں کے پاس پہنچا نہ ساحل کو توڑ کر
شرمندگی سے آبِ فرات آب آب ہے

اظہر سخاوتوں کے جہاں میں حسین کی
دریا دلی کے سامنے دریا حباب ہے

☆

کربلا سے حسین کا رشتہ
نُور سے جیسے عین کا رشتہ

کربلا کی حسیں فضاؤں سے
خُلد کی زیب و زین کا رشتہ

دن کا ناتا حسین کے رُخ سے
گیسوؤں سے ہے رین کا رشتہ

اس نے کاٹی حسین کی شہ رگ
شمر سے شور و شین کا رشتہ

ہے ہمارا حسین سے اظہرؔ
درد کا، غم کا، بین کا رشتہ

☆

رنج و الم میں دل کا سہارا حُسین ہے
ہر قوم کہہ رہی ہے ہمارا حُسین ہے

سبطِ رسول جیسا نہ پیدا ہوا کوئی
حیدر کا فاطمہ کا دُلارا حُسین ہے

جس نے لہو سے دین کو سیراب کر دیا
رب کے جمال کا وہ نظارا حُسین ہے

بھٹکے ہوؤں کو دین کا رستہ دکھا دیا
اہلِ نظر کو جان سے پیارا حُسین ہے

کیا واسطہ ہمارا یزیدِ لعین سے
ہر حال میں ہمیں تو گوارا حُسین ہے

دَس محرمُ الحرام

دس محرم امام کا دن ہے
عزّت و احترام کا دن ہے

بٹ رہا ہے حُسین کا لنگر
آج فیضانِ عام کا دن ہے

حالِ کرب و بلا بیان کرو
سبطِ خیر الانام کا دن ہے

سب شہیدانِ کربلا کو سلام
کربلائی سلام کا دن ہے

کام لیں گے قلم سے خنجر کا
ظلم سے انتقام کا دن ہے

فقر حسینی

ہے کربلا معلّٰی
شبّیر کا مصلّٰی

آلِ رسول پر ہے
لاکھوں عدو کا ہلّا

تھوڑے سے ہیں مجاہد
بھاری ہے پھر بھی پلّا

تقسیم ہو رہا ہے
بُرجِ عدو میں غلّہ

فاقوں میں کر رہے ہیں
شبّیر اللہ اللہ

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

غوثِ اعظم کا کون ہے ثانی
اس سے روشن ہے بزمِ عرفانی

فاطمہ کا جگر علی کا لال
رب کا بندہ رسول کا جانی

روزِ محشر نجات کی باعث
شاہِ بغداد کی ثناخوانی

چور کو قطب کر دیا اس نے
خوب ہے فیض کی فروانی

ذکر غوث الورای کرو اظہر
شادمانی ہو یا پریشانی

مخدوم سیدؒ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری

خُدا کی عطا کا دوارا ہے کلیر
بہشتِ بریں کا نظارا ہے کلیر

مبارک تمہیں زاہدو باغِ جنت
ہمیں خوش دلی سے گوارا ہے کلیر

ہمیں راحتِ جاں ملی ہے یہاں سے
غموں کے بھنور کا کنارا ہے کلیر

ہے اللہ کے جلووں کی رنگین دُنیا
فقیروں کے دل کا سہارا ہے کلیر

حقیقت کی صابرؒ نے دھونی رما کر
جلالی ادا سے نکھارا ہے کلیر

قطعات

ہر امتی کو آپ کی پہچان چاہیے
روزِ جزا نجات کا سامان چاہیے
اے ہم نواؤ شوق سے نعتیں لکھو مگر
پہلے رسولِ پاک ﷺ کا عرفان چاہیے

حیدر کے حسیں روئے مبارک کی چمک سے
سورج ہوا شرمندہ نگوں سار ہوا چاند
کیا حیدرِ کرار کی ہیبت کا اثر ہے
پہلی کو جو باریک سا اک تار ہوا چاند

ڈھونڈ خالق کے نور کا دریا
اپنے اندر علی علی کر کے
نفس کے سومنات کا اظہرؔ
توڑ مندر علی علی کر کے

حُبِّ علی دلوں میں ایسے رچی بسی ہے
خوشبو کلی میں جیسے رچی بسی ہے
حُبِّ علی دلوں میں کیسے رچی بسی ہے
جیسے لہو رگوں میں ویسے رچی بسی ہے

ہر عدو بوتراب نے مارا
کبریا کے عتاب نے مارا
ریزہ ریزہ وہ ہو گیا اظہر
جس کو نیزہ جناب نے مارا

تا ابد باقی رہے گا نام تیرا یا علی
فیض ہے دونوں جہاں میں عام تیرا یا علی
مانگنے والے کو دے دی تو نے اونٹوں کی قطار
ہر گھڑی جودو سخا ہے عام تیرا یا علی

جو اُڑاتی ہے سر شریروں کے
تیغ حیدر کی کاٹ ہوتی ہے
یا علی یا علی میں کہتا ہوں
جب طبیعت اُچاٹ ہوتی ہے

جس دل میں علی کا ڈیرا ہے
اس دل میں خدا کا پھیرا ہے
آیا ہے زباں پر نامِ علی
جب رنج و الم نے گھیرا ہے

شان پائی ہے وہ کہ دُشمن بھی
سُن کے حیدر کا نام چونکا ہے
جس سے بنتے ہیں اولیاء لاکھوں
اُس کی خوشبو کا ایک جھونکا ہے

ولیوں کے جہاں میں شام نہیں انوارِ علی سے تڑکا ہے
خوشبوئے علی کے جھونکوں سے ہر مست قلندر پھڑکا ہے
سرکارِ علی جیسا اظہر دُنیا میں بہادر کون ہوا
کچلا ہے علی نے سر اُس کا جو راہِ خدا میں رڑکا ہے

علی اسمِ گرامی ہے خدا کا
یہ پیارا نام دل میں گڑ گیا ہے
نکل جائے علی کا نام لے کر
جو اظہر مشکلوں میں اڑ گیا ہے

جذب و مستی میں ہر قلندر نے
دل پہ حیدر کا نام چھاپا ہے
اے ثنا خوانِ حیدر کرار
کس محبت سے تو الاپا ہے

دل میں ہے علی سبحان اللہ
اللہ کا ولی سبحان اللہ
انوارِ علی سے روشن ہے
ہر شہر گلی سبحان اللہ

شاہِ مرداں کی سربلندی کا
آئینہ سات سو چھیاسی ہے
ذکرِ مولائی علی کرو اظہر
آج کیوں اس قدر اداسی ہے

؎ سات سو چھیاسی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد ہیں۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ جو اسرارِ الٰہی کلام اللہ میں ہیں۔ ان کا ماحصل سورۂ فاتحہ میں ہے اور جو کچھ سورۂ فاتحہ میں ہے۔ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے اور جو کچھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے وہ بائے بسم اللہ میں ہے اور جو کچھ بائے بسم اللہ میں ہے وہ اس نقطے میں ہے جو ،،ب،، کے نیچے ہے اور وہ نقطہ جو ،،ب،، کے نیچے ہے وہ میں ہوں مراد یہ ہے کہ جو قرآنِ پاک کے اسرار میرے دل میں ہیں، جو ان اسرار کو جاننا چاہے وہ مجھ سے پوچھے۔

علی کے دم سے مہکا
بدن کا ریشہ ریشہ
علی کے در سے ہٹ کر
کہیں نہ جا درویشا

بغداد سے ، کربل سے ، مدینے سے ، نجف سے
بس ایک قدم کا ہے سفر باغِ جناں تک
حیدر کی ولا میں جو لکھے ڈوب کے اظہرؔ
اشعار وہ آئے ہیں تہِ دل سے زباں تک

مرحب لعیں کی لاش کے ٹکڑے اڑا دیے
شر کا جہاں اجاڑ دیا بوتراب نے
ذرہ کسی نے مانگ لیا آپ سے اگر
خیرات کا پہاڑ دیا بوتراب نے

گلِ باغِ ابو طالب علی ہے
عدو مغلوب ہے غالب علی ہے
علی کا ہے خُدائے پاک طالب
خُدائے پاک کا طالب علی ہے

علی سے اپنی مراد پا کر متاعِ دنیا لٹا لٹا کر
خدا کی الفت میں ہر قلندر تڑپ رہا ہے، پھڑک رہا ہے
علی ہے نعرہ مجاہدوں کا، علی وظیفہ ہے زاہدوں کا
علی علی کر کے کس مسرت سے ہر ثناخواں چہک رہا ہے

مرتضٰی مرجعِ خلائق ہیں
شان میں ہر ولی سے فائق ہیں
مرتضٰی کے ہیں جس قدر خطبے
دینِ اسلام کے حقائق ہیں

مرتضٰی مظہر العجائب ہیں
سرورِ انبیاء کے نائب ہیں
یا علی ! ہم سے دُور ہو جائیں
دہر کی جس قدر مصائب ہیں

علی باطل کے آگے ڈٹ گیا ہے
جو آیا راستے میں کٹ گیا ہے
اُجالے ہی اُجالے ہیں علی سے
اندھیرا دو جہاں کا چھٹ گیا ہے

وہ تو ہرگز رفو نہیں ہوتا
جس کو اک بار کر دے چاک علی
تین مولیٰ ہیں ہر دو عالم کے
رب تعالیٰ ، رسولِ پاک ، علی

حیدر کی ولا کے نغموں سے ہر مست قلندر جھوم اُٹھا
توصیف و ثناء کے نغموں سے ہر مست قلندر جھوم اُٹھا
اللہ کے ولی مسرور ہوئے، رندانِ جہاں مخمور ہوئے
ہم نامِ خُدا کے نغموں سے ہر مست قلندر جھوم اُٹھا

جو بابِ علی پر آتا ہے
فیضانِ الٰہی پاتا ہے
ہر کوئی زمانے میں اظہر
بھنڈارا علی کا کھاتا ہے

آپ کے جام کا نشہ پا کر
غمزدہ نین مُسکراتے ہیں
آپ کرتے ہیں مشکلیں آسان
کام بگڑے ہوئے بناتے ہیں

شہہِ دُلدُل سوار میں آ جا
قُربِ پروردگار میں آ جا
خارجیت سے توڑ کر ناتا
عاشقوں کی قطار میں آ جا

انبیاء کے علوم کے وارث
اولیاء کی لگن علی مولیٰ
پھول کلیوں کے حُسن کا زیور
نکہتِ ہر چمن علی مولیٰ

علی دے ملنگاں دی کیہہ شان دساں
علی دے ملنگاں دے وارے نیارے
ہمیشہ مقدر غلاماں دے اظہرؔ
علی مرتضیٰ دے کرم نے سنوارے

علی مرتضٰی اولیاء دا سکندر
علی دی ولادت ہے کعبے دے اندر
ہے اظہرؔ علی دی محبت دا پیاسا
علی مرتضٰی معرفت دا سمندر

حیدر کُل دا والی وارث
چاہے ڈوبے چاہے تارے
کیہندے نے حیدر نوں اظہرؔ
اپنا مولیٰ مومن سارے

دل خوشی سے گلاب ہوتے ہیں
جب بھی نادِ علی سنائی دے
اظہرؔ بے نوا دُعا کرنا
صورتِ مرتضٰی دکھائی دے

پس گئے مشکلات میں آ کر
جن کو مولیٰ کے در کی اوٹ نہیں
آدمیت ہے اُن میں کیا اظہرؔ
درد کی جن کے دل پہ چوٹ نہیں

جن سے رسی علی کی چھوٹ گئی
اُن کی تقدیر گویا پھوٹ گئی
جب پکارا علی علی اظہرؔ
ہر مصیبت سے جان چھوٹ گئی

مت پھرو دربدر مارے مارے
آؤ مولیٰ علی کے دوارے
دیکھ لیں ہم بھی اظہرؔ علی کو
دل میں ارمان ہیں پیارے پیارے

حمد و نعت، مناقب اور صوفیانہ کلام کے لئے سادگی اور سلاست لازمی ضروری ہے کہ اس سے ایک عام پڑھا لکھا آدمی بھی مستفیض ہو سکے۔ ایسے کلام سے متاثر ہونے اور اس سے کیف و سر مستی سے سرشار ہونے والا حلقہ جس قدر وسیع ہو گا اسی قدر کہنے والے کے لئے دائمی برکتوں کا نزول ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑوں نے دیگر اصناف سخن میں جو بھی رویہ اختیار کیا، حمد و نعت اور مناقب میں زیادہ تر عام بول چال کی زبان ہی استعمال کی۔

اظہر گیلانی نے بھی اسی اصول کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ ان کے کلام میں سادگی اور سلاست ان کے سخن کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے عقیدت بھرے جذبات کا اظہار اس قدر خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے کہ قاری اور سامع کو ان کے کلام میں اپنے جذبات کی گونج سنائی دیتی ہے۔

میں اظہر گیلانی کے لیے سراپا دُعا ہوں کہ ربِ کریم ان کے جذبات کو اسی طرح تاباں رکھے اور ان کی ضو سے دنیا کے اندھیرے دور ہو جائیں۔

اشفاق احمد

3/6/2000

سید اظہر حسین گیلانی کی کتاب "حیدرِ کرار" منقبتی ادب میں ایک وقیع و رفیع اضافہ ہے۔ جسے شاعر نے اپنے استاد قبلہ سید محمد امین علی نقوی کے نام کیا ہے۔ کتاب "حیدرِ کرار" والہانہ شاعری کا ایک عمدہ نمونہ ہے جس کا خلوصِ نسبت اسے اُردو کے منقبتی ادب میں اعلیٰ مقام دلواتا ہے۔

حفیظ تائب